(1962_2_747_752)

4 مئی 1961

از عدالت الاعظمیٰ

سیٹھ ہیرالال پٹنی

بنام

سری کالی ناتھ

(بی۔ پی۔ سنہا، چیف جسٹس، کے۔سبا راؤ، رگھوبر دیال اور جے۔آر مدھولگر، جسٹسز)

عملدرآمد کی کارروائی۔ عدالتی حکم نامے کے علاقائی دائرہ اختیار پر اعتراض۔کب اٹھایا جائے۔ ثالثی کا حوالہ۔ فرمان۔ استثنیٰ۔ روکنا۔ خطوط پیٹنٹ، شق 12۔ تحت ضابطہ دیوانی 1908 (V آف 1908)۔دفعات 47، 51۔

مدعا علیہ نے آگرہ میں کچھ حصص کے لین دین کے سلسلے میں اپنے کمیشن کی وصولی کے لئے درخواست گزار کے خلاف بمبئی ہائی کورٹ کے اصل فریق پر مقدمہ دائر کیا۔خطوط پیٹنٹ کی شق 12 کے تحت بمبئی ہائی کورٹ کی اجازت حاصل کرنے کے بعد عرضی دائر کی گئی تھی۔اپنے تحریری بیان میں درخواست گزار کا ایک دفاع یہ تھا کہ دائر کیا گیا مقدمہ بمبئی ہائی کورٹ کے علاقائی دائرہ اختیار سے باہر تھا،جس طرح آگرہ میں کارروائی کی پوری وجہ سامنے آئی تھی۔ بالآخر مقدمہ ثالثی کے پاس بھیج دیا گیا۔ثالث نے اپنا فیصلہ مدعا علیہ کے حق میں دیا جسے ہائی کورٹ نے اپیل پر برقرار رکھا۔

مدعا علیہ نے عملداری کی کارروائی کی جس میں اپیل کنندہ نے اعتراض کیا کہ بمبئی ہائی کورٹ کے پاس مقدمے کی سماعت کرنے اور فیصلے کو عدالت کا حکم نامہ بنانے کا کوئی اختیار نہیں ہے، کیونکہ کارروائی کا کوئی

حصہ اس عدالت کے علاقائی دائرہ اختیار میں کبھی پیدا نہیں ہوا تھا، اور اس وجہ سے اس کے بعد کی تمام کارروائی مکمل طور پر دائرہ اختیار سے باہر تھی۔

ان کا کہنا تھا کہ جہاں کسی مقدمے کا ایک فریق اس معاملے کو عدالت کے ذریعے ثالثی کے پاس بھیجنے پر رضامند ہو گیا ہو تو اسے یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے اپنے تحریری بیان میں عدالت کے علاقائی دائرہ اختیار پر اپنا اعتراض معاف کر دیا ہے۔

مزید برآں، یہ کہا گیا کہ طریقہ کار کی درستگی یا خطوط پیٹنٹ کی شق 12 کے تحت رخصت دینے کے حکم یا کسی بھی اعتراض کو معاف کرنے کا سوال ہائی کورٹ کے سامنے کارروائی میں اٹھایا جانا چاہئے اور عملدرآمد کی کارروائی میں مشتعل نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اس حکم نامے کے جواز کو عمل درآمد کی کارروائی میں صرف اس بنیاد پر چیلنج کیا جاسکتا ہے کہ جس عدالت نے یہ حکم نامہ جاری کیا تھا وہ مقدمے کے موضوع یا اس کے فریقین کے حوالے سے فطری دائرہ اختیار سے محروم تھی۔

موجودہ معاملے میں درخواست گزار کو مقدمے کی سماعت کرنے اور ثالث کو حوالہ دینے کے لئے بمبئی ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار کو چیلنج کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ اور انہیں ثالث کے فیصلہ دینے کے اختیار کو چیلنج کرنے سے بھی اتنا ہی روکا گیا تھا۔

لیڈ گارڈ بمقابلہ بل (1886) ایل آر 13 آئی اے 134، قابل اطلاق نہیں ہے۔

سول اپیلیٹ دائرہ اختیار: 1958 کی سول اپیل نمبر 237۔

الہ آباد ہائی کورٹ کے 27 جنوری 1955 کے فیصلے اور فرمان کے خلاف اپیل 1954 کی عملداری کی پہلی اپیل نمبر 137 میں کی گئی۔

اپیل کنندہ کی طرف سے اے وی وسوناتھ شاستری، ای ادے رتنم اور ایس ایس شکلا شامل ہیں۔

جواب دہندہ کے لئے وِدیا ساگر۔

4 مئی 1961ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

چیف جسٹس سنہا: الہ آباد ہائی کورٹ کے ذریعے دیے گئے سرٹیفکیٹ پر یہ اپیل مندرجہ ذیل حالات میں حکم نامے کے حامل مدعا علیہ کی جانب سے کی جانے والی عملداری کی کارروائی میں پیدا ہوتی ہے۔ درخواست گزار آگرہ میں جان ملز کے نام سے مشہور کچھ ملوں میں حصص حاصل کرنا چاہتا تھا۔ انہوں نے کچھ شرائط پر معاہدے پر بات چیت کے لئے مدعا علیہ کی خدمات حاصل کیں۔ سودا طے پا گیا اور درخواست گزار نے ایک اور شخص کے ساتھ مل کر 10 جولائی 1946 کو فروخت کے معاہدے کے ذریعے میجرا یوجان کا پورا مفاد خرید لیا۔ مدعا علیہ نے 1947 کے مقدمہ نمبر 3718 کی بنیاد پر بمبئی ہائی کورٹ کے اصل فریق پر ایک مقدمہ دائر کیا تا کہ مذکورہ ٹرانزیکشن کے سلسلے میں ایک لاکھ روپے کے کمیشن کی وصولی کی جا سکے۔

آخر کار اس مقدمے کو مذکورہ میجرا یوجان کی جائداد کے ایڈمنسٹریٹر جناب ڈبلیو ای پریرا کی ثالثی کے حوالے کر دیا گیا۔ اس کارروائی میں مدعا علیہ کی حیثیت سے اپیل گزار نے جو دفاع کیا تھا، اس میں سے ایک یہ تھا کہ بمبئی ہائی کورٹ میں اس عدالت کی اجازت حاصل کرنے کے بعد، خطوط پیٹنٹ کی شق 12 کے تحت دائر مقدمہ اصل میں بمبئی ہائی کورٹ کے علاقائی دائرہ اختیار سے باہر تھا۔ اگر کوئی ہے تو، آگرہ میں پیدا ہوا تھا۔ ثالث نے مدعا علیہ کے حق میں اس حد تک فیصلہ سنایا کہ اس کے دعوے کو کمیشن کے طور پر صرف 75 ہزار روپے کا حکم دیا گیا، جس پر سالانہ 6 فیصد سود دیا گیا۔ بمبئی ہائی کورٹ میں اس فیصلے کو بعض بنیادوں پر کالعدم قرار دینے کے لئے کارروائی کی گئی تھی، جسے یہاں بیان کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ بمبئی ہائی کورٹ نے پایا کہ فیصلے میں کوئی نقص نہیں تھا اور ثالث کی طرف سے کوئی قانونی بدسلوکی نہیں کی گئی تھی۔ ہائی کورٹ نے مزید کہا کہ درخواست بے بنیاد ہے، اور اسے قیمت کے ساتھ خارج کر دیا۔ درخواست گزار نے ایک اپیل کو ترجیح دی جسے 21 جنوری 1952 کو بمبئی ہائی کورٹ کی ڈویژن بنچ نے خارج کر دیا تھا۔ اس طرح یہ فیصلہ ہائی کورٹ کے ایک حکم نامے میں شامل کیا گیا۔ اس حکم نامے کو عملدرآمد کے لیے آگرہ کے ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں منتقل کر دیا گیا۔ 5 فروری 1952 کو آگرہ کے سول جج کی عدالت میں حکم نامے کے حامل نے

بمبئی ہائی کورٹ کے حکم نامے کی بنیاد پر تقریباً ایک لاکھ دس ہزار روپے کی رقم وصول کرنے کے لئے عملداری کی کارروائی شروع کی۔

درخواست گزار نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 47 اور 151 کے تحت کئی بنیادوں پر حکم نامے پر عمل درآمد پر اعتراض کرتے ہوئے اعتراض کیا، جس میں سے صرف ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار کو چیلنج کرنے والے کو نوٹس دینا ضروری ہے۔ یہ دلیل دی گئی تھی کہ بمبئی ہائی کورٹ کے پاس اس مقدمے پر غور کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے کیونکہ کارروائی کا کوئی حصہ اس عدالت کے علاقائی دائرہ اختیار میں کبھی نہیں آیا تھا، اور اس لئے ، اس کے بعد کی تمام کارروائی مکمل طور پر دائرہ اختیار سے باہر تھی۔ عملداری کے فاضل جج نے 5 اپریل 1954 کو اپنے فیصلے اور حکم کے ذریعے اعتراض کی درخواست کو اخراجات کے ساتھ مسترد کر دیا۔ اس کے بعد درخواست گزار نے مذکورہ بالا فیصلے اور ایگزیکیٹو کورٹ کے حکم کے خلاف الہ آباد ہائی کورٹ میں اپیل دائر کرنے کو ترجیح دی۔ یہ اپیل 1954 کی پہلی اپیل نمبر 137 تھی جسے الہ آباد ہائی کورٹ کی ڈویژن بینچ نے 27 جنوری 1955 کے اپنے فیصلے میں نظر انداز کر دیا تھا۔ فیصلے میں قرض دہندہ نے ہائی کورٹ کا رخ کیا اور ضروری سرٹیفکیٹ حاصل کیا کہ یہ مقدمہ اس عدالت میں اپیل کرنے کے لئے موزوں ہے۔ اور اس طرح یہ معاملہ ہمارے سامنے ہے۔

ہائی کورٹ کے فیصلے کو جس بنیاد پر چیلنج کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ بمبئی ہائی کورٹ کی اصل طرف قائم کیا گیا مقدمہ علاقائی دائرہ اختیار کے فقدان کی وجہ سے مکمل طور پر نااہل تھا اور اسی وجہ سے فریقین کے درمیان ریفرنس اور عدالت کے فیصلے پر عمل درآمد کے بعد دیا گیا فیصلہ کالعدم تھا۔ لیڈ گارڈ بنام بُل (1886) ایل آر 13 اے 134)، کے معاملے میں پریوی کونسل کے فیصلے پر مضبوط انحصار کیا گیا تھا۔ ہماری رائے میں، اس بحث میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ بمبئی ہائی کورٹ میں دائرہ اختیار کی کوئی کمی نہیں تھی جہاں یہ مقدمہ پلانٹیف۔ آرڈر ہولڈر کی طرف سے قائم کیا گیا تھا۔ خطوط پیٹنٹ کی شق 12 کے تحت ہائی کورٹ کی ضروری اجازت حاصل کرنے کے بعد درخواست دائر کی گئی تھی۔ کیا حاصل کی گئی رخصت صحیح طریقے سے حاصل کی گئی تھی یا غلط طریقے سے حاصل کی گئی تھی، یہ کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے جس پر عمل درآمد کے مرحلے پر احتجاج کیا جا سکے۔ کسی حکم نامے کے جواز کو صرف اس بنیاد پر عمل درآمد کی کارروائی میں چیلنج کیا جا سکتا ہے کہ جس عدالت نے حکم نامہ جاری کیا تھا وہ اس معنی میں داخلی دائرہ اختیار سے محروم تھی کہ وہ اس معاملے کو ضبط نہیں کر سکتی تھی

کیونکہ موضوع اس کے دائرہ اختیار سے مکمل طور پر غیر ملکی تھا یا یہ کہ مقدمہ قائم ہونے یا حکم جاری ہونے کے وقت مدعا علیہ مر چکا تھا، یا کوئی اور بنیاد جس کا اثر یہ ہوسکتا ہے کہ عدالت کو مقدمے کے موضوع یا اس کے فریقین کے حوالے سے دائرہ اختیار سے مکمل طور پر محروم کر دیا جائے۔لیکن فوری معاملے میں دائرہ اختیار کی ایسی کوئی فطری کمی نہیں تھی۔لیڈ گارڈ بنام بل (1886) ایل آر 13 اے 134) کے معاملے میں پریوی کونسل کا فیصلہ اس تجویز کے لئے ایک اتھارٹی ہے کہ رضامندی یا استثنیٰ دائرہ اختیار کی خرابی کو دور کرسکتا ہے لیکن دائرہ اختیار کی بنیادی کمی کو دور نہیں کرسکتا ہے۔اس معاملے میں مقدمہ ماتحت جج کی عدالت میں قائم کیا گیا تھا، جو اس پر مقدمہ چلانے کے قابل نہیں تھا۔فریقین کی رضامندی سے مقدمے کی سماعت کی سہولت کے لیے کیس ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں منتقل کر دیا گیا۔ پریوی کونسل کی جانب سے یہ طے کیا گیا تھا کہ چونکہ جس عدالت میں مقدمہ قائم کیا گیا تھا اس کے دائرہ اختیار میں مکمل طور پر کمی تھی، اس معنی میں کہ وہ اس کی سماعت کرنے کے قابل نہیں تھی، بعد میں جو کچھ بھی ہوا وہ کالعدم تھا کیونکہ فریقین کی رضامندی ایسی عدالت کو دائرہ اختیار دینے کے لئے کام نہیں کرسکتی تھی جو مقدمہ چلانے کے لئے نااہل تھی۔اس فیصلے کا موجودہ جیسے معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے جہاں دائرہ اختیار کی کمی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ بمبئی ہائی کورٹ اس طرح کے مقدمے کی سماعت کرنے میں نااہل تھا۔اس کے علاقائی دائرہ اختیار پر اعتراض وہ ہے جو عدالت کے دائرہ اختیار میں نہیں جاتا ہے اور لہذا اسے معاف کیا جاسکتا ہے۔فوری معاملے میں، جب مدعی نے اصل طرف سے بمبئی ہائی کورٹ کی اجازت حاصل کی، تو خطوط پیٹنٹ کی شق 12 کے تحت، مدعا علیہ کے ذریعہ طریقہ کار یا رخصت دینے کے حکم کی درستگی پر سوال اٹھایا جاسکتا ہے یا اس کے ذریعہ اعتراض معاف کیا جاسکتا ہے۔ جب وہ اس معاملے کو عدالت کے ذریعے ثالثی کے پاس بھیجنے پر راضی ہوجاتے ہیں، تو ان کے بارے میں سمجھا جائے گا کہ انہوں نے عدالت کے علاقائی دائرہ اختیار پر اپنا اعتراض معاف کر دیا ہے، جو انہوں نے اپنے تحریری بیان میں اٹھایا تھا۔ یہ بات اچھی طرح طے شدہ ہے کہ عدالت کے مقامی دائرہ اختیار کے بارے میں اعتراض کسی مقدمے کی سماعت کے لئے عدالت کی اہلیت پر اعتراض کے برابر نہیں ہے۔کسی مقدمے کی سماعت کے لیے عدالت کی اہلیت دائرہ اختیار کی جڑ تک جاتی ہے، اور جہاں اس کی کمی ہوتی ہے، وہاں یہ دائرہ اختیار کی فطری کمی کا معاملہ ہوتا ہے۔دوسری طرف، عدالت کے مقامی دائرہ اختیار کے بارے میں اعتراض کو معاف کیا جاسکتا ہے اور اس اصول کو ضابطہ دیوانی کی دفعہ 21 جیسے قوانین کے ذریعہ قانونی تسلیم کیا گیا ہے۔فریقین کے درمیان تنازعہ کو عدالت کے ذریعے ثالثی کے حوالے سے حل کرنے پر رضامندی ظاہر کرنے کے بعد، مدعا علیہ نے خود کو اس حق سے محروم کر دیا کہ وہ اس معاملے کو ثالثی کے پاس

بھیجنے یا ثالث کے فیصلہ دینے کے لئے عدالت کے اختیار پر سوال اٹھا سکے۔ لہٰذا یہ واضح ہے کہ مدعا علیہ کو بمبئی ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار کو چیلنج کرنے سے روکا جاتا ہے تا کہ وہ مقدمے کی سماعت کرے اور ثالث کو حوالہ دے۔ وہ ثالث کے فیصلے کو چیلنج کرنے کے اختیار کو چیلنج کرنے سے بھی اتنا ہی گریز کرتا ہے، ہماری رائے میں یہ نتیجہ اپیل کو نمٹانے کے لئے کافی ہے۔ لہٰذا، تنازعہ کے دیگر نکات کا تعین کرنا ضروری نہیں ہے، بشمول یہ سوال کہ کیا فرمان اور احکامات کی توثیق ایکٹ 1936 (ایکٹ 5 آف 1936) کا اثر ان چیزوں کی توثیق کرنے کا تھا جو بصورت دیگر غیر قانونی ہو سکتے تھے۔

اس کے مطابق اپیل کو اخراجات کے ساتھ مسترد کر دیا جاتا ہے۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2024.06.12 15:08
I am the author of this document